جہاد کا حقیقی مفہوم افکار اقبال کے تناظر میں

ڈاکٹر محمد سرفراز خالد، ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبۂ عربی و علوم اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی، لاہور

Abstract

The article intordouces "The Real Meaning of Jihad in the Light of Allama Iqbal's Thought". Jihad has great importance in the teaching of Islam and some jurists count it in the fundamental pillars of Islam. The critics and orientalists have misconceptions about Jihad and confuse it with terrorism. Actually the Jihad is lexicographically "Holy Struggle" for the welfare of humanity and enforcement of divine Islamic Laws. Allama Dr. Muhammad Iqbal was true Muslim Scholar and magnanimous knowledge regarding Islamic Faith. In his poetry and prose, he emphasized the Muslims that they should serve their lives in accordance with the teachings of Islam and perform Jihad, so that they become prosper and progressive. Dr. Iqbal's thought presented in his poetry coresponds to the teachings derived the Qur'an and Sunnah.

ربُ العالمین نے اپنے محبوب رسول حضرت محمد ﷺ کو دُنیا میں دینِ حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تا کہ اسلام کو تمام سابقہ ادیان پر غلبہ حاصل ہو جائے اور اس امر کا برملا اظہار قرآن حکیم میں یوں فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِیٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ(۱)

”وہی اللہ ہے۔ جس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا، تا کہ اسے تمام ادیان پر غالب کر دے۔ خواہ (یہ بات) مشرکوں کو گراں ہی گزرے۔“

نبی مکرم ﷺ نے بھی دینِ اسلام کی بقا اور سر بلندی کے لیے شب و روز کوشش کی اور اسے اس کے منطقی انجام تک پہنچایا۔ خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے لوگوں سے پوچھا کہ کیا میں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام صحیح طور پر آپ لوگوں تک پہنچا دیا۔ سب صحابہ کرامؓ نے اس کی تصدیق فرمائی۔ اس کے بعد آپؐ نے لوگوں سے اس بات پر گواہ رہنے کا حلف لیا اور ساتھ ہی صحابہ کرامؓ کے اس عہد پر اللہ تعالیٰ کو بھی گواہ ٹھہرایا۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہؐ کے لیے دینِ اسلام کی تکمیل اور آپ ﷺ پر اپنی تمام نعمتوں کی انتہا عطا کرنے کی خوش خبری سنائی:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا(۲)

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو (بطور) دین پسند کرلیا۔''

جہاد کو دینِ اسلام میں بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے، حتیٰ کہ بعض لوگ جہاد کو ارکانِ اسلام میں ہی شمار کرتے ہیں۔ جہاد کے لغوی معنی تو کوشش اور جدوجہد کے ہیں۔ لیکن اصطلاحی طور پر ہر وہ کوشش جو دین اسلام کی حفاظت، سربلندی اور ترویج واشاعت کے لیے کی جائے اور جس کا مقصد صرف رضائے الٰہی کا حصول ہو تو اُسے جہاد ہی کہا جائے گا۔ لہٰذا اس کے لیے موزوں ترین لفظ ''جہاد فی سبیل اللہ'' ہے۔ انگریزی زبان میں جہاد کے لیے عمومی طور پر Holy War کے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں جو اس کے حقیقی مفہوم کو واضح نہیں کرتے، اس لیے جہاد کے لیے زیادہ موزوں لفظ Holy Struggle ہے۔ چونکہ جہاد انسانی زندگی میں مومن کے ہر معاملہ کا احاطہ کیے ہوئے ہے لہٰذا مومن کا ہر عمل جو اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی حاصل کرنے کے لیے کیا جائے وہ جہاد کے زُمرہ میں شمار ہوگا۔

مفکرینِ اسلام قرآن وحدیث کی روشنی میں جہاد کی مختلف اقسام بیان کرتے ہیں مثلاً: جہاد بالنفس، جہاد بالمال، جہاد بالسیف، جہاد بالقول، جہاد بالقلم اور جہادِ اکبر: (نفس کے خلاف)۔ اسی طرح مظلوموں کی امداد، فتنہ وفساد کے تدارک، باغیوں اور لیٹروں کے خاتمے، عہد شکن دشمن کے خلاف، اپنے حق کی حفاظت اور جابر سلطان کے سامنے کلمۂ حق بلند کرنے کے لیے کی جانے والی ہر کوشش کو بھی جہاد میں شمار کیا جاتا ہے۔

جہاد اور جنگ میں فرق:

دینِ اسلام اور جہاد کے مخالفین خصوصاً مستشرقین جہاد اور جنگ کو مترادف تصور کرتے ہوئے ان کے درمیان کوئی امتیاز نہیں کرتے۔ حالانکہ جہاد ایک اعلیٰ وارفع حیثیت رکھتا ہے اور اس کا مقصد صرف رضائے الٰہی کا حصول ہوتا ہے۔ جبکہ جنگ عموماً خواہشاتِ نفسانی کی تکمیل کے لیے کی جاتی ہے۔ ذیل میں جہاد اور جنگ میں فرق کو چند نُکات کے ذریعے واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے:

۱۔ جہاد ایک خالص اسلامی اصطلاح ہے اور اس مقصد دین اسلام کی سربلندی، ظلم کے خاتمے اور اعلائے کلمۂ حق کے لیے جدوجہد کرنا ہوتا ہے۔ جبکہ جنگ ایک عام لفظ ہے اور ہر قسم کی لڑائی کے لیے استعمال ہوسکتا ہے۔

در کفِ مسلم مثالِ خنجر است قاتلِ فحشا و بغی و منکر است (۳)

۲۔ جہاد میں انسان کی ذاتی خواہشات کا عمل دخل نہیں ہوتا اور صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں کیا جاتا ہے، جبکہ جنگ عموماً ذاتی خواہشات کی تکمیل اور اپنی انا کی تسکین کے لیے کی جاتی ہے جس کا مقصد دوسروں کو اپنے زیرِ نگیں کرنے کی کوشش ہوتی ہے۔

۳۔ اسلامی تعلیمات میں جہاد کو مستحسن عمل قرار دیا گیا ہے، جبکہ جنگ کو مکروہ اور ناپسندیدہ تصور کیا جاتا ہے، بلکہ اسے شیطانی عمل قرار دیا گیا ہے۔(۴)

۴۔ جہاد کا مقصد مظلوموں کی امداد اور عدل و انصاف کی فراہمی ہے جس کی بناء پر ایک فلاحی معاشرہ کا قیام عمل میں لایا جا سکے۔ جبکہ جنگ عموماً سلاطین کی طرف سے وسعتِ سلطنت اور مخالفین کے مالی وسائل اور معدنی ذخائر پر قبضہ حاصل کرنے کی غرض سے مسلط کی جاتی ہے۔

جنگِ شاہان جہاں غارت گری است　　جنگِ مومن سنتِ پیغمبری است (۵)

۵۔ جہاد کا نتیجہ امن و سلامتی اور خوشحالی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ جبکہ جنگ کا انجام تباہی و بربادی اور طوفانِ بدتمیزی کی شکل میں سامنے آتا ہے۔

۶۔ جہاد سے پہلے مومن دوسرے فریق کو قبولِ اسلام کی دعوت دیتا ہے اور دشمن اگر اسلام قبول کر لے تو فاتح و مفتوح آپس میں اسلامی بھائی بن جاتے ہیں، قتال کی نوبت نہیں آتی اور مفتوح کو برابری کی بنیاد پر تمام حقوق حاصل ہو جاتے ہیں۔ جبکہ جنگ میں فریق مخالف کے سرتسلیم خم کرنے کے باوجود اُسے غلام اور قیدی بنالیا جاتا اور اس پر ہر قسم کا ظلم و ستم روا رکھا جاتا ہے۔

۷۔ جہاد انسان کی پوری زندگی پر حاوی ہوتا ہے جبکہ جنگ عارضی اور وقتی لڑائی ہوتی ہے جو انسانی قتل و غارت اور اموال و املاک کی تباہی و بربادی پر محیط ہوتی ہے۔

علامہ اقبال اور فلسفہ جہاد:

حکیم الامت علامہ محمد اقبالؒ کا شمار دنیا کے اُن عظیم مفکرین اور شعراء میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنی قوم کے اندر جوش و جذبہ، اور ایمان و اخلاص کی شمع فروزاں کی۔ انہی خوبیوں کی وجہ سے آپ کو ''دانائے راز'' اور ''شاعرِ مشرق'' کے القابات سے نوازا گیا۔ آپ کی تحریروں اور شاعری سے اس بات کی عکاسی ہوتی ہے کہ آپ کا مطالعہ بہت وسیع تھا اور آپ دینِ اسلام کی اصل روح سے آشنا تھے۔ آپ کے اکثر شعر قرآن و حدیث سے ماخوذ نظر آتے ہیں۔

> ''علامہ محمد اقبالؒ عمر بھر قرآن حکیم کا عمیق اور بنظرِ غائر مطالعہ کرتے رہے۔ انہوں نے اپنی زندگی قرآن کے مطالعے کے لیے وقف کر رکھی تھی اور وہ ایک تفسیر بھی لکھنا چاہتے تھے، اس مقصد کے لیے انہوں نے یورپ اور مصر سے کئی کتابیں بھی منگوا لیں تھیں وہ اس کتاب کو The Reconstruction of Muslim Jurisprudence کے نام سے موسوم کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے اس کتاب پر کام بھی شروع کر دیا تھا، لیکن گرتی ہوئی صحت کے پیشِ نظر ان کو یہ کام ترک کرنا پڑا۔ افسوس کہ آنے والی نسلیں محمد اقبالؒ کے قرآن حکیم کے گہرے مطالعے اور غور و فکر سے استفادہ نہیں کر سکیں۔ وہ خود کہا کرتے تھے ''اگر میں نے اس کتاب کو مکمل کر لیا تو میں پورے اطمینان سے ساتھ مروں گا'' (۶)

سید نذیر نیازی اُن کی اس خواہش پر اظہار رائے کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''وہ چاہتے تھے کہ تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ کی مانند تشکیل جدید فقہ اسلامی پر قلم اٹھائیں اور

دیکھیں کہ قرآن پاک نے ان مسائل کی راہنمائی کس انداز میں کی ہے۔‘‘(۷)

مسلمانانِ عالم کے لیے یہ پیغام ہے کہ دعویٰ ایمان اُس وقت تک درست تسلیم نہیں کیا جائے گا جب تک زندگی قرآن کے مطابق نہ گذاری جائے:

گر تو می خواہی مسلمان زیستن   نیست ممکن جز بقرآن زیستن (۸)

آپؐ کے دل میں عشقِ رسولؐ کا یہ عالم تھا کہ پیغامِ رسالت کی ترویج واشاعت کو جزوِ ایمان تصور کرتے۔ آپ نے شمع رسالت کے نور سے نہ صرف بذاتِ خود زمانے کو جگمگانے کی بھرپور جدوجہد کی بلکہ دوسروں کو بھی اس کی تقلید کرنے کی تلقین کی۔

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے   دہر میں اسمِ محمدؐ سے اجالا کر دے
ہو نہ یہ پھول تو بُلبل کا ترنم بھی نہ ہو   چمنِ دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو خُم بھی نہ ہو   بزمِ توحید بھی دنیا میں نہ ہو تم بھی نہ ہو
خیمۂ افلاک کا اِستادہ اسی نام سے ہے   نبضِ ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے(۹)

مفکرِ اسلام علامہ محمد اقبالؒ قوم کو اس کا حقیقی تشخص یاد دلاتے ہیں کہ بحیثیت مسلمان ہم اُمتِ وحدہ ہیں، جسے رسول اللہؐ نے ایک دیوار کی مانند قرار دیا ہے، جس کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کو مضبوط بناتی ہے۔ لہٰذا اس رشتہ کی بنیاد پر ہمیں باہمی اخوت اور ہمدردی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ فرماتے ہیں:

> ’’مسلمانوں اور دوسری قوموں میں اصولی فرق یہ ہے کہ قومیت کا اسلامی تصور دوسری اقوام سے بالکل مختلف ہے۔ ہماری قومیت کا اصل اصول نہ اشتراکِ زبان ہے، نہ اشتراکِ وطن، نہ اشتراکِ اغراض اقتصادی، بلکہ ہم لوگ اس برادری میں جو رسالت مآب ﷺ نے قائم فرمائی تھی اس لیے شریک ہیں کہ مظاہر کائنات کے متعلق ہم سب کے معتقدات کا سرچشمہ ایک ہے۔‘‘(۱۰)

اپنے یہی تمام خیالات کس خوبصورتی سے علامہ اقبالؒ نے ایک شعر میں سمو دیے ہیں:

فرد را ربط جماعت رحمت است   جوہر او را کمال از ملت است (۱۱)

ایک دوسرے شعر میں ملت اسلامیہ کے امتیاز کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر   خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی (۱۲)

مفکرِ اسلام علامہ اقبالؒ مسلمانوں کے اندر اسلام کی وہ حقیقی روح بیدار کرنا چاہتے تھے جو قرون اولیٰ کے مسلمانوں میں نظر آتی رہی اور یقیناً اسلاف کے ان عظیم افراد کی زندگیوں کے اندر ایک اچھے مسلمان کے اوصاف بدرجۂ اتم موجود تھے۔

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان، نئی آن   گفتار میں، کردار میں، اللہ کی بُرہان
قہاری و غفاری و قُدوسی و جبروت   یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان (۱۳)

دانائے راز علامہ اقبالؒ کو اس بات پر بڑا ناز تھا کہ وہ جن افکار اور نظریات کو مسلمانوں کے اندر موج زن دیکھنا چاہتے ہیں اُن کے اثرات اُنہیں نمایاں طور پر لوگوں میں نظر آتے ہیں۔ جس کے لیے وہ اللہ تعالیٰ کے ہزار بار شکر گزار ہوتے ہیں:

ہزار شکر، طبیعت ہے ریزہ کار مری ہزار شکر، نہیں ہے دماغ فتنہ تراش
مرے سخن سے دلوں کی ہیں کھیتیاں سرسبز جہاں میں ہوں مَیں مثالِ سحاب دریا پاش (۱۴)

اُن کی زندگی جہد مسلسل سے عبارت ہیں۔ ان کی دور بین نگاہیں ''ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں'' دیکھ لیتی ہیں۔ لہٰذا وہ خوب سے خوب تر کی تلاش کو انسانی زندگی کا مقصد قرار دیتے ہیں اور کسی منزل کو منزل مقصود سمجھ کر ٹھہر جانا نہیں چاہتے:

من از ذوق سفر آنگونه مستم که منزل پیش من جز سنگ ره نیست (۱۵)

علامہ اقبال زندگی کے اسرار و رموز سے واقف تھے اور سمجھتے تھے کہ جن حقائق سے میں آشنا ہوں کوئی دوسرا ان تک رسائی حاصل نہیں کرسکتا۔ میرے افکار زمان و مکان کا تعین ممکن ہے:

هستی و نیستی از دیدن و نادیدن من چه زمان و چه مکان شوخی افکار من (۱۶)

اخیر عمر میں انہیں اس قوم کی فلاح و بہبود کا احساس شدت سے تھا اور متفکر رہتے تھے کہ جس اخلاص و محبت سے قوم کی اصلاح کی فکر انہیں دامن گیر ہے شاید یہ سعادت کسی اور کے حصہ میں نہ آئے۔ ۲۱ اپریل ۱۹۳۸ء کو اپنی وفات سے تقریباً نصف گھنٹہ قبل آپ نے یہ رباعی پڑھی:

سرودِ رفتہ باز آید کہ ناید نسیمے از حجاز آید کہ ناید
سرآمد روزگار ایں فقیرے دگر دانائے راز آید کہ ناید

''(کیا) خبر چلا جانے والا نغمہ واپس آئے یا نہ آئے، حجاز سے کوئی جھونکا آئے یا نہ آئے اس فقیر کا دور تو ختم ہوا نجانے کوئی دانائے راز آئے یا نہ آئے۔'' (۱۷)

یقیناً آج ہم دیکھتے ہیں کہ جو درد اور احساس علامہ اقبالؒ کے دل میں تھا کسی اور کے حصہ میں نہیں آیا۔ ان کے افکار و نظریات مسلم قوم کے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتے ہیں جس کی مدد سے منزل کا صحیح تعین ممکن ہوسکتا ہے۔ آپ کے افکار قرآن و حدیث کی بھرپور عکاسی کرتے ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ زبانی اقرارِ ایمان کے ساتھ ساتھ اس کی تصدیق بالقلب بھی ہونی چاہیے۔

خرد نے کہہ بھی دیا لا الہ تو، کیا حاصل دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں (۱۸)

ہر واعظ اور مقرر اپنی تحریر و تقریر میں حُسن اور جوش و جذبہ پیدا کرنے کے لیے کلامِ اقبال کا سہارا حاصل کرتا ہے۔ کلامِ اقبال کی اس قدر پذیرائی دیکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ علامہ اقبالؒ نے یہ شعر خود اپنے بارے میں ہی کہا ہے:

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نُوری پہ روتی ہے بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ وَر پیدا (۱۹)

زیرِ نظر مقالہ میں اسلام کے تصورِ جہاد کو مختلف عنوانات سے افکار اقبال کی روشنی میں جاننے اور سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے تاکہ مستشرقین اور ناسمجھ لوگوں کے ان شکوک وشبہات کا ازالہ ممکن ہو سکے جن کی بناء پر اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور جہاد کا حقیقی مفہوم منظرِ عام پر لایا جا سکے۔

الف۔فرضیت جہاد:

جہاد کے مفہوم سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ دین اسلام کی سربلندی اور بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کے لیے اٹھایا جانے والا ہر قدم جہاد ہی کہلائے گا۔ابتدائے آفرینش سے نیکی اور بدی کے درمیان کشمکش جاری ہے اور ہر ظالم کی سرکوبی کے لیے اللہ تعالیٰ اسباب پیدا کرتا رہتا ہے۔دانائے راز علامہ اقبال اس حقیقت سے یوں آگاہ فرماتے ہیں:

موسیٰ و فرعون و شبیر و یزید　　　این دو قوت از حیات آید پدید (۲۰)

قرآن حکیم کی ۲۸ آیات میں جہاد کی تلقین کی گئی ہے۔کسی مقام پر جہاد اور کسی مقام پر قتال کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جو کہ جنگ کا مترادف ہے۔

وَّ جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (۲۱)

''اور جہاد کرو (کافروں سے)اپنے جان و مال کے ساتھ اللہ کی راہ میں یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔''

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَ هُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَ عَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْــٴًـا وَّ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ عَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْــٴًـا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (۲۲)

پیر محمد کرم شاہ الازہری اس آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے قتال کا ترجمہ جہاد بیان کرتے ہیں:

''فرض کیا گیا ہے تم پر جہاد اور وہ تمہیں ناپسند ہے اور ہوسکتا ہے کہ کسی چیز کو تم ناپسند کرو حالانکہ وہ شے تمہارے لیے بہتر ہو اور ہوسکتا ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو حالانکہ وہ تمہارے حق میں بُری ہو۔ اور (حقیقت حال)اللہ ہی جانتا ہے تم نہیں جانتے۔''(۲۳)

جہاد کا لغوی مفہوم ''کوشش'' ہے لہٰذا دین اسلام کی سربلندی اور فروغ واشاعت کے لیے اٹھایا جانے والا ہر قدم جہاد ہی کہلائے گا۔ بندہ اگر اپنے خالق کی خوشنودی کو مقصود بنا کر جدو جہد کرے گا تو یقیناً تائید الٰہی اُس کے شاملِ حال ہوگی۔علامہ اقبالؒ کے افکار کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ جہاد کے اس مفہوم کی بھرپور عکاسی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

عالَم ہے فقط مومنِ جاں باز کی میراث　　　مومن نہیں جو صاحبِ لولاک نہیں ہے (۲۴)

مومن اگر اللہ کا مخلص بندہ بن جائے اور اُسی کے بھروسے پر ہر کام کا آغاز کرے تو یقیناً اللہ تعالیٰ بھی اس کا حامی و مددگار رہتا ہے۔اس کا وعدہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے:

مَن کَانَ یُؤمِنُ بِاللّٰہِ وَالیَومِ الآخِرِ وَمَن یَتَّقِ اللّٰہَ یَجعَل لَّہُ مَخرَجاً (۲۵)

علامہ اقبالؒ مردِ مومن کی توجہ اسی جانب مبذول کرواتے ہیں کہ اگر مقصد سے لگن یعنی عشق ہو تو بظاہر ناممکن کام بھی تائیدِ الٰہی سے ممکن ہو جاتا ہے:

مومن از عشق است و عشق از مومن است عشق را ناممکنِ ما ممکن است (۲۶)

اور میدانِ جنگ سے غازی کی حیثیت میں پلٹنے والوں کی عظمت کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

یہ غازی، یہ تیرے پُر اسرار بندے جنھیں تُو نے بخشا ہے ذوقِ خُدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحراء و دریا سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی (۲۷)

مجاہدینِ اسلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کی صف میں شمار کیا ہے جو دل و جان سے جہاد کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں اور ساتھ ہی خالق کائنات ان کے لیے ہر طرح کی آسانیاں پیدا فرماتا ہے تاکہ تمام امور کی انجام دہی برضا و رغبت ممکن ہو سکے۔

وَ جَاھِدُوا فِی اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ ھُوَ اجتَبٰکُم وَ مَا جَعَلَ عَلَیکُم فِی الدِّینِ مِن حَرَجٍ (۲۸)

''اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ حق ہے جہاد کرنے کا، اس نے تمہیں برگزیدہ کر لیا اور دین میں تم پر کچھ تنگی نہ رکھی۔''

علامہ اقبالؒ اپنی قوم کے جوانوں کو جہدِ مسلسل کی ترغیب دیتے ہوئے اسے قوموں کی ایسی زندگی سے تعبیر کرتے ہیں جو صبح و شام انقلابات زمانہ سے عبارت ہو۔

جس میں نہ ہو انقلاب، موت ہے وہ زندگی روحِ اُمم کی حیات، کشمکشِ انقلاب (۲۹)

ایک دوسرے مقام پر تلاشِ حق کو مقصدِ حیات قرار دیتے ہیں:

زندگی در جستجو است اصل او در آرزو پوشیدہ است (۳۰)

اور جہاد سے روگردانی، عدم توجہی اور کاہلی کا مظاہرہ کرنے والے لوگ علامہ اقبالؒ کو ایک آنکھ نہیں بھاتے اور وہ انہیں مردہ دل تصور کرتے ہیں ایسے افراد کو قوم کے لیے بوجھ قرار دیتے ہوئے فوری سزائے موت کے مستحق گردانتے ہیں:

زندہ دل را عالم امکان خوش است مردہ دل را عالم اعیان خوش است (۳۱)

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات (۳۲)

اسلامی تعلیمات کے مطابق مسلمانوں خصوصاً مجاہدینِ اسلام کو ہر وقت مستعد اور ہوشیار رہنا چاہیے اور جانے انجانے دشمن کے مقابلہ کے لیے اپنی طرف سے ہمیشہ سامانِ حرب تیار رکھنا چاہیے اس یقین کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ راہ جہاد میں کیے جانے والے خرچ کا بہترین نعم البدل عطا فرمائے گا۔

وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ وَ اٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ (۳۳)

''اور (اے مسلمانو) ان کے لیے تیار رکھو (ہتھیاروں کی) قوت سے، جس قدر تم میں استطاعت ہو اور گھوڑوں کے باندھنے سے، ان سے تم دھاک بٹھاؤ اللہ کے دشمن اور اپنے دشمن پر اور ان کے سوا دوسروں پر جنہیں تم نہیں جانتے اور اللہ انہیں جانتا ہے۔ اور اللہ کی راہ میں تم جو کچھ خرچ کرو گے (اس کا اجر) تمہیں پورا پورا دیا جائے گا۔ اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔''

علامہ اقبالؒ مسلمانوں میں یہی جوش و جذبہ ابھارنے اور جہاد کی شمع ان کے سینوں میں فروزاں کرنے کے لیے فرماتے ہیں کہ زبانی جمع خرچ کرنے کی بجائے برائی ختم کرنے کے لیے جان و مال خرچ کیا جائے کیونکہ نبی محترم ﷺ نے رہبانیت کو دین اسلام میں ناجائز قرار دیا ہے اور اگر اس عظیم مقصد کے حصول کے لیے جان کا نذرانہ بھی پیش کرنا پڑے تو اسے اسوہ حسینؓ سمجھنا چاہیے:

غلام فقر آں گیتی پناہم　　　که در دینش ملوکیت حرام است　(۳۴)

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری　　　کہ فقرِ خانقاہی ہے فقط اندوہ و دلگیری (۳۵)

اس ساری جدوجہد میں اسلام کے زریں اصولوں کو پیش نظر رکھنا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ اگر صالح مقصد کو ناجائز طریقہ سے یا کسی کے ساتھ ظلم و زیادتی کے ساتھ حاصل کیا جائے تو وہ نیک مقصد بھی ظلم کے مترادف ہوگا:

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا　　　لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا (۳۶)

ایک دوسرے شعر میں اقبالؒ خواب خرگوش کا مزہ لینے والے مسلم نوجوانوں کو جگانے کے لیے یوں ارشاد فرماتے ہیں:

مسلم خوابیدہ اٹھ، ہنگامہ آرا تُو بھی ہو　　　وہ چمک اٹھا افق، گرمِ تقاضا تو بھی ہو (۳۷)

حواشی:

۱۔　التوبۃ ۹:۳۳

۲۔　المائدہ ۵:۳

۳۔　اقبال، علامہ ڈاکٹر محمد، کلیات اقبال فارسی (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۹۰ء) ص ۵۹

۴۔　النساء ۴:۷۶ (یہاں اگرچہ جنگ کو شیطانی عمل قرار دیا گیا۔ بلکہ شیطان کے دوستوں اور ساتھیوں سے لڑنے کے لیے کہا گیا ہے۔ جس سے ضمنی طور پر بے مقصد جنگ کی بے مقصد جنگ کی مذمت ثابت ہوتی ہے)۔

۵۔ اقبال، علامہ ڈاکٹر محمد، کلیات فارسی، ص ۶۵۵
۶۔ عبدالواحد، سید، اقبال فکر اور فن (لاہور: ابوذر پبلیکیشنز، ۲۰۰۸ء)، ص ۳۱
۷۔ نیازی، سید نذیر، اقبال کا مطالعہ (لاہور: کتاب خانہ پنجاب، ۱۹۴۱ء)، ص ۱۳۴
۸۔ اقبال، علامہ ڈاکٹر محمد، کلیات فارسی، ص ۱۳۳
۹۔ اقبال، علامہ ڈاکٹر محمد، کلیات اقبال اردو (لاہور: اقبال اکادمی، ۱۹۹۵ء)، ص ۲۳۶
۱۰۔ معینی، سید عبدالواحد، مقالات اقبال (لاہور: اشرف پریس، ۱۹۶۳ء)، ص ۱۱۹
۱۱۔ اقبال، علامہ ڈاکٹر محمد، کلیات فارسی، ص ۹۹
۱۲۔ اقبال، علامہ ڈاکٹر محمد، کلیات اقبال اردو، ص ۲۷۷
۱۳۔ ایضاً، ص ۵۷۳
۱۴۔ ایضاً، ص ۲۶۸
۱۵۔ اقبال، علامہ ڈاکٹر محمد، کلیات فارسی، ص ۲۱۹
۱۶۔ ایضاً، ص ۳۶۰
۱۷۔ عبدالواحد، سید، اقبال فکر اور فن (محولا بالا)، ص ۲۲۔۲۳
۱۸۔ اقبال، علامہ ڈاکٹر محمد، کلیات اقبال اردو، ص ۵۴۷
۱۹۔ ایضاً، ص ۲۹۹
۲۰۔ اقبال، علامہ ڈاکٹر محمد، کلیات فارسی، ص ۱۲۱
۲۱۔ التوبۃ ۹:۴۱
۲۲۔ البقرہ ۲:۲۱۶
۲۳۔ الازہری، پیر محمد کرم شاہ، تفسیر ضیاء القران (لاہور ضیاء القرآن پبلیکیشنز ۱۳۹۸ء) جلد اوّل، ص ۱۴۶۔۱۴۷
۲۴۔ اقبال، علامہ ڈاکٹر محمد، کلیات اقبال اردو، ص ۳۶۹
۲۵۔ الطلاق ۶۵:۲
۲۶۔ اقبال، علامہ ڈاکٹر محمد، کلیات فارسی، ص
۲۷۔ ایضاً، ص ۴۳۲
۲۸۔ الحج ۲۲:۷۸
۲۹۔ اقبال، علامہ ڈاکٹر محمد، کلیات اقبال اردو، ص ۴۲۸
۳۰۔ اقبال، علامہ ڈاکٹر محمد، کلیات فارسی، ص ۳۵

۳۱۔ اقبال،علامہ ڈاکٹر محمد، کلیات فارسی ،ص ۵۰

۳۲۔ اقبال،علامہ ڈاکٹر محمد، کلیات اقبال اردو،ص ۴۸۷

۳۳۔ الانفال ۸: ۶۰

۳۴۔ اقبال،علامہ ڈاکٹر محمد، کلیات فارسی ،ص ۸۲۷

۳۵۔ اقبال،علامہ ڈاکٹر محمد، کلیات اقبال اردو،ص ۷۴۱

۳۶۔ ایضاً،ص ۳۰۰

۳۷۔ ایضاً،ص ۲۴۰

مآخذ:

۱۔ اقبال،علامہ ڈاکٹر محمد، کلیات اقبال اردو لاہور: اقبال اکادمی، ۱۹۹۵ء۔

۲۔ اقبال،علامہ ڈاکٹر محمد، کلیات اقبال فارسی لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۹۰ء۔

۳۔ الازہری، پیر محمد کرم شاہ، تفسیر ضیاء القران لاہور ضیاء القرآن پبلیکیشنز ۱۳۹۸ء جلد اوّل۔

۴۔ عبدالواحد،سید، اقبال فکر اور فن لاہور: ابوذر پبلیکیشنز، ۲۰۰۸ء۔

۵۔ معینی،سید عبدالواحد، مقالات اقبال لاہور: اشرف پریس، ۱۹۶۳ء۔

۶۔ نیازی،سید نذیر، اقبال کا مطالعہ لاہور: کتاب خانہ پنجاب، ۱۹۴۱ء۔

☆☆☆